

	THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY Vol.3, No.3, 2025	ISSN P: 3006-3329 ISSN E: 3006-3337
--	--	--

خواتین کے حقوق و کردار سے متعلق اسلامی تعلیمات اور اقوام متحدہ کے معیارات کا تحقیقی جائزہ *A Research Review of Islamic Teachings on Women's Rights and Roles and the Standards of the United Nations*

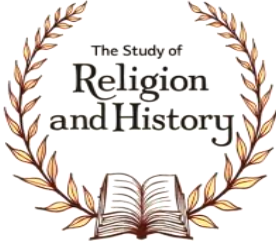
عاتقہ ارشد: پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان۔
 ڈاکٹر خالد محمود عارف: ایسوسی ایٹ پروفیسر / ایچ او ڈی، شعبہ علوم اسلامیہ، فیکلٹی آف سوشل سائنسز اینڈ ہیومنٹیز، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان۔
 رفیق الرحمن: پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ، پاکستان۔

Abstract

This research paper presents a comprehensive comparative review of Islamic teachings on women's rights and roles alongside the standards established by the United Nations, particularly the Convention on the Elimination of All Forms of Discrimination Against Women (CEDAW). The study examines the Islamic perspective on women's rights as derived from the Qur'an, Sunnah, and classical Islamic jurisprudence, covering fundamental areas such as human dignity, education, economic rights (ownership, inheritance, dowry), marriage and divorce, khul', 'iddah, social protection, and modesty (hijab). The research then analyzes the UN framework, focusing on CEDAW, the Beijing Declaration, and SDG Goal 5, which emphasize absolute gender equality, non-discrimination, and women's empowerment across all spheres of life. The study identifies significant points of convergence between the two systems, including the right to education, healthcare, property ownership, protection from violence, and free consent in marriage. However, it also highlights key areas of divergence, including inheritance shares (half of a male's share in default cases), qiwamah (male guardianship), nationality rights, divorce procedures, and the interpretation of modesty codes. The research examines implementation challenges in Muslim societies, including ideological resistance, political instability, deep-rooted cultural practices, economic constraints, and low literacy rates. Case studies from Tunisia, Saudi Arabia, Indonesia, and Malaysia illustrate diverse approaches to reform. The study concludes that while fundamental harmony exists regarding core human rights, differences arise primarily from interpretive frameworks and contextual applications. The research recommends internal ijtihad within Maqāṣid al-Sharī'ah, legal reforms, enhanced education and awareness, economic empowerment of women, and flexible international dialogue that respects religious and cultural contexts.

Key Words: Women's rights, Islamic teachings, United Nations standards, CEDAW, gender equality, Maqāṣid al-Sharī'ah, comparative study

عصر حاضر میں خواتین کے حقوق بین الاقوامی مباحث کا ایک اہم ترین محور ہیں۔ جدیدیت اور جمہوریت کے پرچم بردار ممالک خواتین کے



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: [3006-3329](#)
ISSN E: [3006-3337](#)

حقوق کے تحفظ کو ترقی یافتہ معاشروں کی بنیادی علامت قرار دیتے ہیں۔⁽¹⁾ جبکہ اسلامی دنیا اکثر مغربی طرز کے feminism پر تنقید کرتے ہوئے اپنے مذہبی اور ثقافتی اقدار کے مطابق خواتین کے حقوق کے ایک متوازن تصور کی بات کرتی ہے۔⁽²⁾ اس کشمکش کے باوجود، دونوں فریقوں کے درمیان خواتین کی تعلیم، صحت، معاشی خود مختاری اور سماجی تحفظ جیسے معاملات پر ایک واضح ہم آہنگی بھی موجود ہے۔ اس مقالے کا بنیادی مقصد خواتین کے حقوق کے حوالے سے اسلامی تعلیمات اور اقوام متحدہ کے معیارات کا ایک علمی، غیر جانبدارانہ اور تقابلی جائزہ پیش کرنا ہے۔ ہم یہ دیکھیں گے کہ دونوں نظام ہائے فکر خواتین کے کردار، مقام اور حقوق کے بارے میں کیا کہتے ہیں، ان کے درمیان ہم آہنگی کے نقاط کیا ہیں، اور کن معاملات پر ان کے نقطہ ہائے نظر میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ نیز، اسلامی معاشروں میں بین الاقوامی معیارات کے نفاذ میں درپیش چیلنجز اور ان کے ممکنہ حل پر بھی روشنی ڈالی جائے گی۔ یہ مقالہ چار بنیادی حصوں پر مشتمل ہے: پہلے حصے میں اسلامی تعلیمات میں خواتین کے مقام اور حقوق کا تفصیلی جائزہ لیا جائے گا۔ دوسرے حصے میں اقوام متحدہ کے خواتین کے حقوق سے متعلق معیارات اور کنونشنز کا تجزیہ پیش کیا جائے گا۔ تیسرے حصے میں دونوں نظاموں کا تقابلی مطالعہ کیا جائے گا۔ چوتھے اور آخری حصے میں نفاذ کے عملی مسائل اور ان کے ممکنہ حل پیش کیے جائیں گے۔

اسلامی تعلیمات میں خواتین کے حقوق کا تصور:

اسلامی تعلیمات میں خواتین کے حقوق کی بنیاد قرآن مجید، سنت نبویؐ اور اسلامی قانون (فقہ) کے ذرائع پر استوار ہے۔ اسلام سے پہلے عرب معاشرے میں عورت کی حیثیت ایک قابل تعزیر شے سے بہتر نہ تھی، لیکن اسلام نے اسے قانونی شخصیت (Legal Entity) عطا کی اور اس کے حقوق و فرائض متعین کیے۔ اسلامی نقطہ نظر میں خواتین کے حقوق کا تصور درج ذیل بنیادی اصولوں پر مبنی ہے:

بنیادی انسانی مساوات اور کرامت:

قرآن مجید نے مرد و عورت دونوں کو یکساں انسانی وقار و کرامت عطا کی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

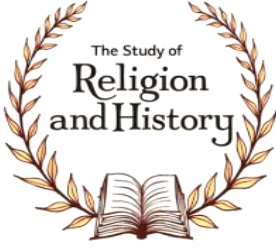
"يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً..."⁽³⁾

⁽¹⁾ مونغام ویلنٹائن ایم، "اسلامی فیمینزم اور اس کی بے چینیاں: مباحثے کے حل کی طرف" - Signs: Journal of Women in Culture

and Society، 2002ء، جلد 27، شمارہ 4، صفحات 1135-1171

⁽²⁾ بدران مارگوٹ، اسلام میں فیمینزم: سیکولر اور مذہبی ہم آہنگی۔ لندن: ون ورلڈ پبلی کیشنز، 2009ء، ص 12

⁽³⁾ النساء: 1



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: [3006-3329](#)
ISSN E: [3006-3337](#)

اس آیت میں دونوں کو ایک ہی نفس (حضرت آدمؑ) سے پیدا ہونے کا ذکر کر کے ان کی بنیادی مساوات کو واضح کیا گیا ہے۔ نیز، نیکیوں کے اجر کے معاملے میں بھی دونوں کو یکساں قرار دیا:

"مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰٓةً طَيِّبَةً..."⁽⁴⁾

معلوم ہوا کہ قرآن کا یہ بنیادی پیغام تمام انسانوں کی مساوات اور کرامت ہے۔

تعلیم کا حق:

اسلام نے علم حاصل کرنے کو ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض قرار دیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ"⁽⁵⁾

علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

اس حدیث میں "مسلم" کا لفظ مذکر ہے، لیکن فقہاء کی اکثریت اس سے مراد مرد و عورت دونوں لیتی ہے۔ تاریخ اسلام میں خواتین عالمہ، فقہیہ اور محدثات کی ایک طویل فہرست موجود ہے، جو اس بات کی غماز ہے کہ ابتدائی اسلامی معاشرے میں خواتین کی تعلیم کو فروغ حاصل تھا۔

معاشی حقوق:

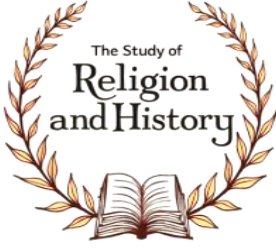
اسلام نے عورت کے معاشی حقوق کا خصوصی تحفظ کیا۔ حق ملکیت: اسلام سے پہلے عرب معاشرے میں عورت خود بھی وراثت میں ملکیت کا حصہ بنائی جاتی تھی۔ اسلام نے عورت کو حق ملکیت عطا کیا۔ عورت کی اپنی کمائی، تحائف اور وراثت میں حصہ اس کی اپنی ملکیت ہے اور اس پر شوہر یا باپ کا کوئی حق نہیں۔ وراثت میں حصہ: اسلام نے عورت کے لیے وراثت میں حصہ مقرر کیا۔ عام حالات میں عورت کا حصہ مرد کے حصے سے نصف ہے، جس کی بنیادی وجہ معاشی ذمہ داریوں میں فرق ہے، جہاں مرد پورے خاندان کی کفالت کا ذمہ دار ہے۔ مہر: مہر عورت کا ایک بنیادی مالی حق ہے جو شوہر کو ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ علی [5] کے مطابق، اسلام نے عورت کے معاشی حقوق میں انقلابی اصلاحات متعارف کرائیں۔

نکاح، طلاق اور عدت کے حقوق:

رضامندی سے نکاح: کسی عورت سے جبراً شادی کرنا اسلام میں ممنوع ہے۔

⁽⁴⁾ التخل: 97

⁽⁵⁾ سنن ابن ماجہ، کتاب السنہ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، رقم الحدیث: 224



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: [3006-3329](#)
ISSN E: [3006-3337](#)

"الْأَيُّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا، وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا، وَإِذْهَا صُمَائُهَا." (6)

بیوہ عورت اپنے بارے میں اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے، اور کنواری سے اس کی اجازت لی جائے گی، اور اس کی خاموشی ہی اس کی رضا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے بیوہ اور کنواری لڑکی سے اس کی رضامندی کے بغیر نکاح جائز نہیں قرار دیا۔
خلع کا حق: اگر عورت شوہر کے ساتھ نباہ نہ کر سکے تو وہ خلع کے ذریعے اس سے آزادی حاصل کر سکتی ہے۔

عدت کے دوران نان و نفقہ: طلاق یا شوہر کی وفات کے بعد عدت کے دوران عورت کا نان و نفقہ شوہر یا اس کے ورثاء پر واجب ہوتا ہے۔
سماجی تحفظ اور عزت و آبرو کا حق:

اسلام نے عورت کی عزت و آبرو کے تحفظ پر زور دیا ہے اور اسے ہر قسم کے جنسی اور سماجی استحصال سے محفوظ رکھنے کے احکامات جاری کیے ہیں۔ Esposito & DeLong-Bas اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اسلامی قانون کا بنیادی مقصد خاندانی نظام کا تحفظ اور عورت کی عزت کی حفاظت ہے۔ (7)

اقوام متحدہ کے خواتین کے حقوق کے معیارات:

اقوام متحدہ نے خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے متعدد اہم معاہدے اور اعلامیے جاری کیے ہیں، جن میں سب سے اہم اور جامع ہے: کنونشن آن دی ایلیمینیشن آف آل فارمز آف ڈسکریمینیشن اگینسٹ ویمن (CEDAW - 1979):

یہ خواتین کے خلاف ہر قسم کے امتیاز کے خاتمے کا بین الاقوامی معاہدہ ہے جسے خواتین کے حقوق کے بین الاقوامی بل کے طور پر جانا جاتا ہے۔ (8)

اس کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

- مرد و عورت کی مساوی بنیاد پر انسانی حقوق کی ضمانت۔ (آرٹیکل 1)
- قومی قانون میں صنفی مساوات کو شامل کرنا اور امتیازی قوانین کو ختم کرنا۔ (آرٹیکل 2)
- سیاسی اور عوامی زندگی میں شرکت کے یکساں مواقع۔ (آرٹیکل 7)
- قومیت کے معاملے میں مساوی حقوق۔ (آرٹیکل 9)

(6) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب لاسخ الآب وغیرہ البکر والشیب، الا برضاھا، رقم الحدیث: 5136

(7) جان ایل ایسپوزیٹو اور ناتانہ جے ڈی لونگ باس، مسلم فیملی لاء میں خواتین۔ نیویارک: سیراکیو یونیورسٹی پریس، 2001ء، ص 23

(8) اقوام متحدہ (1979)۔ کنونشن آن دی ایلیمینیشن آف آل فارمز آف ڈسکریمینیشن اگینسٹ ویمن (CEDAW)

	THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY Vol.3, No.3, 2025	ISSN P: 3006-3329 ISSN E: 3006-3337
--	--	--

- تعلیم کے یکساں مواقع۔ (آرٹیکل 10)
- ملازمت کے یکساں مواقع، برابر اجرت اور ہراسانی (Harassment) سے تحفظ۔ (آرٹیکل 11)
- صحت کی دیکھ بھال کی سہولیات تک یکساں رسائی۔ (آرٹیکل 12)
- قانون کے سامنے یکساں اور خاندانی معاملات میں مساوی حقوق۔ (آرٹیکل 15 & 16)

Freeman کے مطابق:

CEDAW نے Commonwealth ممالک سمیت دنیا بھر میں خواتین کے حقوق کی قانونی صورت حال کو بہتر

بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔⁽⁹⁾

بیجنگ ڈیکلیریشن اینڈ پلٹ فارم فاریکشن (1995ء):

اس عالمی کانفرنس میں خواتین کے باختیار سازی (Empowerment) اور ترقی کے لیے ایک جامع ایجنڈا طے کیا گیا، جس میں 12 اہم شعبہ جات پر توجہ مرکوز کی گئی، جن میں غربت، تعلیم، صحت، تشدد، اور تنازعات میں خواتین شامل ہیں۔ اقوام متحدہ کے دیگر اقدامات:

- خواتین کے خلاف تشدد کے خاتمے کے لیے اعلامیہ (1993)
- خواتین، امن و سلامتی کے لیے سلامتی کونسل کی قرارداد 1325 (2000)
- Sustainable Development Goals (SDGs) کا Goal 5: "جینڈر مساوات حاصل کرنا اور تمام عورتوں اور لڑکیوں کو باختیار بنانا"۔

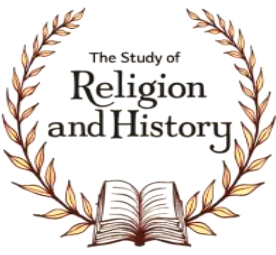
Pietila کے مطابق:

اقوام متحدہ کے ان اقدامات نے خواتین کے حقوق کو عالمی ایجنڈے کے مرکز میں لانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اقوام متحدہ کا نقطہ نظر مکمل صنفی مساوات (Absolute Gender Equality) پر مبنی ہے، جس میں مرد و عورت کے درمیان کسی بھی قسم کے فرق کو امتیاز (Discrimination) سمجھا جاتا ہے۔ اس کا مقصد خواتین کو ہر شعبہ زندگی میں مردوں کے برابر لانا ہے۔⁽¹⁰⁾

⁽⁹⁾ فری مین، مارشالے، "مساوات کی پیمائش: پانچ کامن ویلتھ ممالک میں خواتین کی قانونی صلاحیت اور آئینی حقوق کا تقابلی جائزہ"، برکے ویمینز لاء

جرنل، 1990ء، جلد 5، شمارہ 1، صفحات 110-138

⁽¹⁰⁾ پیٹیل، ہکا، خواتین اور اقوام متحدہ کی ادھوری کہانی۔ نیویارک: اقوام متحدہ نان گورنمنٹل لائزن سروس، 2007ء، ص 67

	THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY Vol.3, No.3, 2025	ISSN P: 3006-3329 ISSN E: 3006-3337
---	--	--

ہم آہنگی کے نقاط اور اختلافی مباحث:

ہم آہنگی کے نقاط:

اسلامی تعلیمات اور CEDAW کے درمیان بہت سے معاملات پر واضح ہم آہنگی پائی جاتی ہے: تعلیم کا حق: دونوں نظام تعلیم کے حصول کو عورت کا بنیادی حق قرار دیتے ہیں۔ صحت کا حق: ماں اور بچے کی صحت کے تحفظ پر دونوں زور دیتے ہیں۔

معاشی حق ملکیت: اسلام عورت کے حق ملکیت کا واضح طور پر تکر کرتا ہے، جو CEDAW کے آرٹیکل 13 اور 15 کے ہم آہنگ ہے۔ تشدد اور استحصال سے تحفظ: اسلام عورت کے جسمانی اور جذباتی تحفظ کا حکم دیتا ہے، جسے CEDAW کے آرٹیکل 6 میں تشدد کے خاتمے کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

شادی میں رضامندی: دونوں جبری شادی کے خلاف ہیں۔

Baderin اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اسلامی قانون اور بین الاقوامی انسانی حقوق کے درمیان ہم آہنگی کے وسیع امکانات موجود ہیں، خاص طور پر بنیادی حقوق کے تحفظ کے معاملے میں۔⁽¹¹⁾

اختلافی مباحث اور تناظر:

اختلاف کا تعلق زیادہ تر تشریح، حدود اور خاندانی ڈھانچے کے تصور سے ہے:

وراثت میں حصہ: اسلام میں عمومی اصول کے تحت عورت کا حصہ مرد کے حصے سے نصف ہے۔ CEDAW کے آرٹیکل 16 کے تحت، ریاستوں پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ مرد و عورت کو وراثت میں یکساں حقوق دیں۔ اسلامی نقطہ نظر میں، یہ فرق معاشی ذمہ داریوں کے فرق کی وجہ سے ہے، جہاں مرد پورے خاندان کی کفالت کا پابند ہے، جبکہ عورت کی کمائی پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ جدید اسلامی اسکالرز میں اس پر بحث جاری ہے کہ کیا جدید معاشی حالات میں، جہاں عورتیں بھی کفیل بن رہی ہیں، اس اصول پر نظر ثانی کی جاسکتی ہے۔

قوامیت (Male Guardianship):

اسلامی فقہ میں شوہر کو گھر کی قیادت اور نان نفقہ مہیا کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے، جس کے بدلے میں بیوی کو شوہر کی اطاعت کرنی ہوتی ہے۔

قرآن میں ہے:

⁽¹¹⁾ بدرین، مشہود اے، بین الاقوامی انسانی حقوق اور اسلامی قانون۔ آکسفورڈ: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 2003ء، ص 89

"الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ..." (12)

CEDAW کے آرٹیکل 16 کے تحت، شادی شدہ زندگی کے تمام معاملات میں مرد و عورت کو یکساں حقوق حاصل ہونے چاہئیں، بشمول بچوں کے حق custody اور گھریلو فیصلوں میں۔ جدید اسلامی اسکالرز اس آیت کی تفسیر "نگرائی" اور "ذمہ داری" کے تناظر میں کرتے ہیں نہ کہ "حکمرانی" یا "جبر" کے، اور اسے باہمی مشاورت اور رحم دلی کے ساتھ نبھانے کی تلقین کرتے ہیں۔

شہریت کے معاملے میں بعض اسلامی ممالک کے قوانین میں اگر ایک مسلمان عورت کسی غیر مسلم مرد سے شادی کرتی ہے تو اس کے بچوں یا شوہر کو شہریت دینے کے حوالے سے پابندیاں ہو سکتی ہیں۔ جبکہ مسلمان مرد کے لیے ایسی کوئی پابندی نہیں ہوتی۔ CEDAW کا آرٹیکل 9 اسے امتیاز قرار دیتا ہے۔ (13)

طلاق کے حقوق: روایتی اسلامی فقہ میں مرد کو طلاق دینے کا زیادہ آسان حق حاصل ہے، جبکہ عورت کو خلع کے لیے عدالت کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ CEDAW کے آرٹیکل 16 کے تحت، طلاق کے معاملے میں بھی یکساں حقوق کا تقاضا کیا گیا ہے۔

حجاب و پردہ:

CEDAW کے کچھ تشریحات میں، حجاب یا برقع کو عورت کی آزادی پر پابندی کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ جبکہ اسلامی نقطہ نظر میں، یہ عورت کی عفت و حیا کا اظہار اور اس کا ذاتی انتخاب ہے۔

نفاذ کے میدان میں تحدیات اور رکاوٹیں:

اسلامی ممالک میں CEDAW جیسے معاہدوں کے نفاذ میں درج ذیل چیلنجز درپیش ہیں:

نظریاتی اور مذہبی تحدیات:

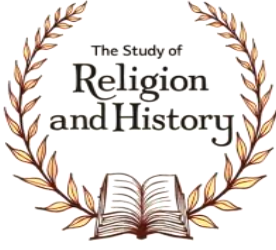
سب سے بڑا چیلنج وہ مذہبی حلقے ہیں جو CEDAW کے بعض نکات کو اسلامی اقدار اور شریعت کے منافی سمجھتے ہیں۔ تقریباً تمام اسلامی ممالک نے CEDAW پر دستخط کرتے وقت شریعت کے مطابق ہونے کی شرط لگا کر یا مخصوص تحفظات (Reservations) کے ساتھ اسے منظور کیا ہے، خاص طور پر آرٹیکل 16 (خاندانی معاملات) کے حوالے سے۔

سیاسی تحدیات:

بہت سے ممالک میں سیاسی عدم استحکام، جمہوری اداروں کی کمزوری اور آمرانہ حکومتیں خواتین کے حقوق کے لیے مؤثر قانون سازی اور نفاذ میں رکاوٹ بنتی ہیں۔ خواتین کو سیاسی عمل میں شامل کرنے کی کوششیں بھی ناکام ہو جاتی ہیں۔

(12) النساء: 34

(13) میسر، این الزجہ، اسلام اور انسانی حقوق: روایت اور سیاست۔ بولڈر: ویسٹ ویو پریس، 2012ء، ص 145



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: [3006-3329](#)
ISSN E: [3006-3337](#)

سماجی و ثقافتی تحدیات:

گہری جڑیں رکھنے والی قبائلی اور روایتی رسوم و رواج، جن میں غیرت کے نام پر قتل، جبری شادی، ونی اور سوارہ جیسے customs شامل ہیں، خواتین کے حقوق کے نفاذ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ یہ رسوم اکثر مذہب کا لبادہ اوڑھے ہوتے ہیں حالانکہ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

معاشی تحدیات:

غربت اور معاشی پسماندگی خواتین کو تعلیم اور صحت کی سہولیات سے محروم رکھتی ہے، جس سے وہ اپنے حقوق کے بارے میں آگاہی حاصل نہیں کر پاتیں اور معاشی طور پر مردوں پر انحصار کرتی۔

تعلیمی تحدیات:

شرح خواندگی میں کمی، خاص طور پر خواتین میں، انہیں ان کے حقوق سے ناواقف رکھتی ہے۔ مذکورہ چیلنجز کے باوجود، درج ذیل اقدامات کے ذریعے اسلامی معاشروں میں خواتین کے حقوق کے مؤثر نفاذ کی راہ ہموار ہو سکتی ہے:

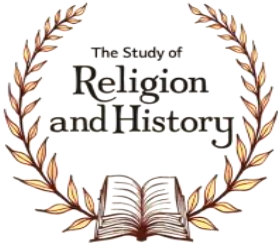
داخلی اجتہاد اور مصلحت کی روشنی میں تشریح:

اسلامی دنیا کے علماء اور اسکالرز کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق قرآن و سنت کی نئی تشریحات (Interpretations) پیش کرنی چاہئیں۔ مقاصد شریعت (Maqasid al-Shariah) کے framework، جس کا مقصد انسان کی بنیادی ضروریات (دین، نفس، عقل، نسل، مال) کا تحفظ ہے، کو خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر، عورت کی تعلیم اور صحت کو "عقل" اور "نفس" کے تحفظ کے تحت لازمی قرار دیا جاسکتا ہے۔ نیز، ایسے مروجہ customs جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، ان کے خلاف مؤثر آواز اٹھانی۔

قانونی اصلاحات:

اسلامی ممالک کو چاہیے کہ وہ اپنے قوانین کا از سر نو جائزہ لیں اور ان میں سے ایسی شقوں کو ختم کریں جو خواتین کے بنیادی حقوق کے منافی ہیں، بشرطیکہ وہ شریعت کے بنیادی اصولوں کے خلاف نہ ہوں۔ خواتین کے خلاف تشدد کے خاتمے، شادی کی کم از کم عمر مقرر کرنے، اور طلاق و وراثت کے معاملات میں شفافیت لانے کے لیے جدید قوانین بنائے جاسکتے ہیں۔ مراکش کی "مڈوانہ" (خاندانی قانون) میں 2004ء میں کی گئی اصلاحات اس کی ایک بہترین مثال ہے، جس میں عورت کے حقوق کو مضبوط بنایا گیا۔

تعلیم و آگاہی:

	THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY Vol.3, No.3, 2025	ISSN P: 3006-3329 ISSN E: 3006-3337
---	--	--

خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جائے۔ موجودہ دینی مدرسوں کے نصاب میں خواتین کے حقوق کے حوالے سے درست اسلامی تعلیمات کو شامل کیا جائے۔ اور میڈیا کے ذریعے عوام الناس میں آگاہی پھیلانی جائے۔

بااختیار سازی (Empowerment) اور معاشی مواقع:

خواتین کو معاشی طور پر خود مختار بنانے کے لیے انہیں روزگار کے مواقع، قرضے اور کاروباری وسائل مہیا کیے جائیں۔ معاشی خود مختاری انہیں گھریلو تشدد اور استحصال سے بچانے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

بین الاقوامی تعاون میں یکجہ:

اقوام متحدہ اور دیگر بین الاقوامی اداروں کو چاہیے کہ وہ اسلامی ممالک پر یکطرفہ معیارات مسلط کرنے کے بجائے، ان کے مذہبی اور ثقافتی تناظر کو سمجھتے ہوئے تعاون کریں۔ اسلامی ممالک کے ساتھ مکالمہ (Dialogue) کی فضا قائم کی جائے۔

کیس اسٹڈیز: مختلف اسلامی ممالک میں نفاذ کے تجربات:

تیونس: ترقی پسند ماڈل:

تیونس نے Personal Status Code (1956ء) کے ذریعے خواتین کے حقوق کے حوالے سے بہت سی ترقی پسند اصلاحات نافذ کیں، جیسے کہ کثیر ازدواج پر پابندی، خواتین کو طلاق کا حق، اور شادی کی کم از کم عمر مقرر کرنا۔ یہ اصلاحات اسلامی اصولوں کی جدید تشریح پر مبنی ہیں۔⁽¹⁴⁾

سعودی عرب: قدامت پسند سے جدیدیت کی طرف سفر:

حالیہ برسوں میں سعودی عرب نے Vision 2030 کے تحت خواتین کے حقوق میں نمایاں اصلاحات کی ہیں، جیسے ڈرائیونگ کی اجازت، مرد محرم (Guardian) کے بغیر سفر کی آزادی، اور ورک پلیس پر صنفی علیحدگی میں نرمی۔ تاہم، مرد قومیت کا نظام اب بھی قانونی طور پر موجود ہے۔⁽¹⁵⁾

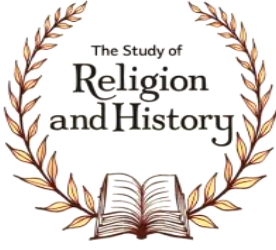
انڈونیشیا اور ملائیشیا: اعتدال پسند ماڈل:

ان ممالک نے اپنی اسلامی شناخت برقرار رکھتے ہوئے خواتین کی تعلیم، صحت اور معاشی شمولیت کو فروغ دیا ہے۔ یہاں خواتین اعلیٰ سیاسی اور علمی عہدوں پر فائز ہیں۔⁽¹⁶⁾

⁽¹⁴⁾ پرنسز، کینتھ جے، جدید تیونس کی تاریخ۔ کیمبرج، کیمبرج یونیورسٹی پریس، 2004ء، ص 145۔

⁽¹⁵⁾ الرشید، مدوی، ایک انتہائی مردانہ ریاست: سعودی عرب میں جینڈر، سیاست اور مذہب۔ کیمبرج، کیمبرج یونیورسٹی پریس، 2013ء، ص 178۔

⁽¹⁶⁾ پیلیٹز، مائیکل جی، اسلامی جدیدیت: ملائیشیا میں مذہبی عدالتیں اور ثقافتی سیاست۔ پرنسٹن: پرنسٹن یونیورسٹی پریس، 2002ء، ص 112۔



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: [3006-3329](#)
ISSN E: [3006-3337](#)

اسلامی تعلیمات نے درحقیقت ساتویں صدی میں عورت کو غیر معمولی حقوق عطا کیے تھے جو اس وقت کے معیار سے کہیں آگے تھے۔ اقوام متحدہ کے معیارات اور اسلامی تعلیمات کے درمیان بنیادی انسانی حقوق (تعلیم، صحت، تحفظ، معاشی حقوق) کے حوالے سے واضح ہم آہنگی موجود ہے۔ اختلاف کا تعلق زیادہ تر خاندانی قوانین (وراثت، قومیت، طلاق) کی تشریح اور حدود سے ہے، نہ کہ مقصد سے۔ نفاذ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹیں روایتی سماجی customs، سیاسی عدم ارادہ، اور معاشی پسماندگی ہیں۔ اسلامی ممالک کو چاہیے کہ وہ مقاصد شریعت کی روشنی میں اپنے قوانین کا از سر نو جائزہ لیں اور خواتین کے تحفظ اور باختیار سازی کے لیے جدید اجتہاد کریں۔ بین الاقوامی برادری کو چاہیے کہ وہ یکطرفہ پالیسیوں کے بجائے مکالمہ اور تعاون پر زور دے۔ اسلامی ممالک میں خواتین کی تعلیم اور معاشی خود مختاری کو ترجیحی بنیادوں پر فروغ دیا جائے۔ خواتین کے خلاف تشدد اور مضر روایات کے خلاف مؤثر قانون سازی اور آگاہی مہم چلائی جائے۔